E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A. Urdu

Paper : **02. Masnavi, Marsiya Aur Nazm**

Module Name/Title : **Eeham Goi – Ek Adabi Tahreek**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE / Dr. Shamsul Huda
PRESENTATION	Dr. Shamsul Huda
PRODUCER	Dr. Mir Hashmath Ali

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی : 12 شمالی ہند میں اردو شاعری

ساخت

12.1 تمہید

12.2 پس منظر

12.3 شمالی ہند کے شعرا پر ولی کا اثر

12.4 شمالی ہند کی شاعری میں ایہام گوئی

12.5 خلاصہ

12.6 نمونہ امتحانی سوالات

12.7 فرہنگ

12.8 سفارش کردہ کتابیں

12.1 تمہید

گذشتہ اکائی میں ہم نے ولی اور سراج کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی اور ان کی غزل گوئی کا تفصیل سے جائزہ لیا۔ ان کے کلام کی تشریح بطور نمونہ کی گئی کہ آپ کو مزید کلام سمجھنے میں مدد ملے۔ مجموعی طور پر آپ نے شاعر کے کلام کی خصوصیات اور امتیازی حیثیت سے آگاہی حاصل کی۔ یہ اکائی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں ''شمالی ہند کی اردو شاعری'' پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس اکائی میں ہم آپ کو شمالی ہند میں اردو شاعری کے بارے میں بتائیں گے۔ ولی کے اثرات شمالی ہند کے شعرا پر جو مرتب ہوئے تھے اس کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔ شمالی ہند کی شاعری میں ایہام گوئی اور ایہام گو شعرا کی تفصیل بھی دیں گے۔

اس اکائی کا خلاصہ بھی پیش کریں گے۔ امتحانی سوالات بھی بطور نمونہ آپ کو ملیں گے۔ فرہنگ کے تحت نئے الفاظ کے معنی بھی دیے گئے ہیں اور آپ کے مزید مطالعہ کے لیے سفارش کردہ کتابوں کی فہرست بھی دی جارہی ہے۔ یقین ہے کہ آپ اس سے استفادہ کریں گے۔

12.2 پس منظر

اُردو شاعری کے وجود میں آنے کے بعد اس کے بڑھنے اور پھیلنے کا عہد سیاسی اور معاشی اعتبار سے بڑی مصیبتوں کا ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد اس قدر سیاسی افراتفری پھیل گئی اور اس قدر سیاسی بدحالی اور انتشار نمودار ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ عالمگیر کی وفات پر اس کے بیٹوں میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ شہزادہ محمد معظم نے جو کابل کا صوبے دار تھا اپنے بھائی محمد اعظم کو شکست دے کر شاہ عالم بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد جہاں دار شاہ نے عنانِ حکومت سنبھالی۔ اس کے عہد میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ اس کے بعد فرخ سیر نے اپنی بادشاہت کا دعویٰ کیا۔ فرخ سیر نے کوشش کی کہ اپنا پیچھا ''سید برادران'' سے چھڑائے لیکن وہ خود پھنس گیا۔ سید برادران ''بادشاہ گر'' بنے ہوئے تھے انھوں نے فرخ سیر کا قتل کروادیا۔ فرخ سیر کے قتل کے بعد سات ماہ کے عرصے میں سیدوں نے دو بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت پر بٹھائے۔ اس کے بعد کے دور میں ادبی اور سیاسی نقطۂ نظر سے سب سے اہم بادشاہت محمد شاہ بادشاہ کی ہے جس کے زمانے میں اردو شاعری کو ترقی ہوئی۔ اسی کی نااہلی کی وجہ سے مغلیہ سلطنت کمزور ہوتی گئی۔ رہی سہی کسر نادر شاہ نے پوری کردی۔ نادر شاہ نے بغیر جنگ کے تاوانِ جنگ دو کروڑ روپے وصول کیے۔ معمولی سی وجہ پر صبح آٹھ بجے تا شام کے تین بجے تک قتل و غارتگری کا بازار گرم رہا۔ مغلیہ سلطنت کے

(2) شدتِ تاثر :

سوزوگداز کی کیفیت سے خالی ہونے کے باوجود ولی کی غزلوں میں احساس و تاثر کی شدت ہے ۔ انھوں نے اپنے تاثرات کو اچھا لب و لہجہ اور عمدہ طرز ادا دیا۔

(3) نشاطیہ عنصر :

ولؔی کی غزلوں میں مریضانہ کیفیت نہیں ہے ۔ ان کے کلام کو پڑھ کر غم کی کیفیت پیدا ہونے کے بجائے طبیعت پر شگفتگی طاری ہوجاتی ہے۔

ولؔی کا اثر صرف شمالی ہند اور بالخصوص دہلی ہی کی شاعری پر نہیں ہوا بلکہ دکن کی شاعری پر بھی ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ ولؔی سے پیش تر دکنی شعرا نے ولی کی تقلید میں دکنی زبان ترک کر کے ریختہ میں شاعری کی۔ ایسے شعرا میں سراجؔ، داؤدؔ، عزلتؔ اور عاجزؔ کا نام خصوصیت سے لیا جاسکتا ہے

اپنی معلومات کی جانچ

1. مغلیہ حکومت کی سرکاری زبان کون سی تھی؟
2. ولؔی کی آمد سے پہلے شمالی ہند کے کن شاعروں نے اردو میں طبع آزمائی کی؟
3. ولؔی کی اتباع میں شمالی ہند کے کن شاعروں نے اردو میں شعر گوئی کا آغاز کیا؟
4. ولؔی کی شاعری پر ایک مختصر نوٹ لکھیے ۔
5. شمالی ہند کے کسی شاعر کا ایک ایسا شعر لکھیے جس میں ولؔی کی عظمت کا ذکر ہو۔

12.4 شمالی ہند کی شاعری میں ایہام گوئی

ایہام گوئی ایک شاعرانہ صفت ہے جس میں کسی شعر میں ایک یا ایک سے زائد الفاظ کو دو معنی میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ خدائے سُخن میر تقی میر نے ایہام کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایہام میں جس اصطلاح پر مصرعے کا مفہوم موقوف ہوتا ہے اسے دو معنوں کا حامل ہونا چاہیے ۔ ایک قریبی اور دوسرا بعید' جب کہ مصرع کا حقیقی مفہوم بعید کے معنوں میں پوشیدہ ہوتا ہے ۔ قریبی معنوں میں نہیں ۔

مندرجہ ذیل شعر سے یہ تعریف زیادہ واضح ہوسکے گی۔ تلوار کی تعریف کے باب میں میر انیس کا شعر ہے۔

دم میں ستمگروں کا بہا کر لہو پھری
سر کاٹ کے جدھر سے پھری سُرخرو پھری

اس لفظ ''سرخرو'' دو معنوں کا حامل ہے بظاہر ''سرخرو'' کے معنی کامیاب کے ہیں مگر اس کے دوسرے معنی ''سرخ چہرے'' کے ہیں اور یہاں پر یہی بعید معنی مقصود ہے یعنی لہو کی وجہ سے تلوار کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اردو میں محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں یعنی اٹھارہویں صدی عیسوی میں ایہام گوئی کی تحریک شروع ہوئی۔ شبلی نے اس دور کو ایہام کا عہد قرار دیا ہے ۔ ایہام گوئی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ شاعری اظہارِ جذبات کے بجائے الفاظ کی کاریگری بن گئی۔ جس شاعر نے ایہام گوئی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی وہ شاہ مبارک آبرؔو ہیں۔ انھیں ایہام گویوں کا رہنما کہا جاتا ہے ۔ ان کے مقلدوں میں مضمونؔ' شاکرؔ' ناجیؔ' یکرنگؔ اور فغاںؔ کے نام قابل ذکر ہیں ۔

ان شعرا کے عہد ہی میں ایہام گوئی کے خلاف زبردست ردِعمل شروع ہوا۔ سب سے پہلے مرزا مظہؔر جانِ جاناں نے ایہام گوئی کے خلاف برملا آواز بلند کی ۔ بعد میں قائمؔ' دردؔ اور سوداؔ نے ایہام گوئی کے خلاف زبردست جہاد کیا۔

ایہام گوئی کے بارے میں محمد حسین آزاد نے خیال ظاہر کیا کہ یہ ہندی دوہوں کے زیر اثر شروع ہوئی مگر ڈاکٹر محمد صادق نے اپنی کتاب "A History of Urdu Literature" میں اس خیال سے اس بنیاد پر اختلاف کیا ہے کہ ایہام کی صنعت فارسی شاعری میں موجود تھی۔ زیادہ قرین قیاس خیال یہ ہے کہ اردو شعرا اس صنعت سے فارسی شاعری کے توسط سے مگر اس صنعت کو ہندی دوہوں کی وجہ سے فروغ نصیب ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اٹھارہویں صدی کے وسط میں اردو کو ہندی عناصر سے پاک کرنے کی مہم شروع ہوئی تو سب سے پہلا وار اسی ایہام گوئی پر ہوا۔

ایہام گوئی اتنا آسان فن نہیں ہے جتنا نظر آتا ہے۔ ایک طرف مضمون پیدا کرنا اور دوسری طرف اس مضمون کے لیے ایک ایسا لفظ تلاش کرنا جس سے شعر کے مفہوم کو دوہری سطح پر معنی کے رشتے میں پرویا جاسکے یہ آسان بات نہیں ہے۔ اس کے لیے علم، ہنر، مشق اور سنجیدہ کاوش کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سنجیدگی اپنے معنوی ابتذال کے باوجود ہمیں ہر ایہام گو شاعر کے ہاں نظر آتی ہے۔ صنعت ایہام میں چند ایسی خوبیاں ہیں کہ اوسط درجے کے مذاق کے لوگ بھی شعر سے متاثر و لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ ایہام گویوں کے ہاں لفظ تازہ کی تلاش سے نہ صرف زبان میں الفاظ و مرکبات کی تعداد بڑھی بلکہ اردو شاعری کا ایک مخصوص لہجہ بھی تشکیل پانے لگا جو فارسی سے متاثر ہونے کے باوجود اس سے الگ اور ممتاز تھا۔ ایہام گویوں کی اس کوشش سے سینکڑوں ہندوی و مقامی الفاظ اس طور پر استعمال ہوئے کہ اردو زبان کا جزو بن گئے۔ نہ صرف الفاظ بلکہ ہندی شاعری کے مضامین، خیالات اور اس کے امکانات بھی اردو شاعری کے استعمال میں آ گئے۔ ایہام گوئی شاعری و زبان کا ایک فطری طرز ہے لیکن جب اس دور کے شعرا نے اصول شعر کے طور پر اسے کثرت سے استعمال کیا تو یہ طرز پامال ہو کر مبتذل ہوگیا اور نئی نسل کے شعرا نئے رجحانات کی تلاش میں تازہ گوئی کی طرف چلے گئے۔ اس کے علاوہ ایک وجہ اور بھی ہوئی کہ نادرشاہ کے حملے اور قتل عام کے بعد اس معاشرے کا اندازِ فکر اور رویہ بھی بدل گیا۔ خود محمد شاہ جو اپنی رنگ رلیوں کی وجہ سے رنگیلا کہلاتا تھا فقیروں کی صحبت میں بیٹھنے لگا۔ فقیروں کی صحبت میں بیٹھنا اس بات کا اشارہ ہے کہ ہوا کا رخ بدل گیا ہے جس کی وجہ سے یہ رجحان بھی اپنے تہذیبی سوتوں سے کٹ کر تیزی سے مردہ ہونے لگا۔

اس دور کا ایک اہم رویہ "عشق" ہے۔ اس عشق کا تعلق کسی گہری روحانی و ارادت یا باطنی کیفیت سے نہیں ہے بلکہ دوسرے معاشرتی عوامل کی طرح اس کا سارا زور ظاہر پرستی پر ہے۔ اسی لیے محمد شاہی دور کی شاعری میں کسی گہرے باطنی تجربے سے پیدا ہونے والے سوز و گداز کا پتا نہیں چلتا۔ یہ عشق چلتا پھرتا عشق ہے۔ کسی عورت کو دیکھا (یہ عورت عام طور پر طوائف ہے جسے مال و دولت سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔) چند روز اس کے عشق میں مبتلا رہے آہیں بھریں، گھر در کے چکر کاٹے، اس کے ملنے والوں سے ملے اور جب وصال نصیب ہوا تو کچھ عرصے کے بعد عشق کا خمار بھی اتر گیا اور اب عاشق نئے عشق کے لیے پھر سے تیار ہوگیا۔

اسی دور کی شاعری کا ایک اور نمایاں رجحان "امرد پرستی" ہے۔ ہندی شاعری میں عورت مرد سے اظہار عشق کرتی ہے۔ عربی شاعری میں مرد عورت سے اظہار عشق کرتا ہے۔ فارسی شاعری میں مرد اپنے جذبات کا اظہار مرد ہی سے کرتا ہے۔ چوں کہ اردو شاعری، فارسی زبان کے زیر اثر رہی اس لیے ظاہر ہے کہ "امرد پرستی" کا رجحان بھی اردو شاعری میں عام ہوگیا خصوصاً شعرائے دہلی کی شاعری میں ایسے اشعار موجود ہیں۔

اس معاشرے نے امرد پرستی کیوں اختیار کی اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرد نے عورت کو باہر کی دنیا سے کاٹ کر چاردیواری میں بند کردیا تھا۔ ہر بڑے گھر میں مردانے اور زنانے الگ الگ حصوں میں تقسیم تھے جن میں ہر طرح کی پردہ داری ہوتی تھی۔ پردہ دار عورت سے اظہار عشق کرنا نہایت معیوب اور بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی تھی۔ مرد، عورت کے جلوے سے محروم تھا اس کی تلافی اس نے کمسن لڑکوں سے کی۔ کمسن لڑکوں سے عشق کرنا ایران میں عام تھا جس میں عوام و خواص اور شعرا سب ملوث تھے۔ یہی روایت اردو میں بھی چل پڑی۔ قدیم زمانے میں "امرد پرستی" یونانی معاشرے میں بھی نظر آتی ہے۔ شمالی ہند کے ریختہ گویوں میں آبرو پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں جنہوں نے ولی کے انداز پر اپنا دیوان ریختہ مرتب کیا۔ شمالی ہند کے اس پہلے صاحبِ دیوان شاعر، محمد شاہی تہذیب کے نمائندہ اور ایہام گویوں کے مبتدی نجم

الدین شاہ مبارک آبروؔ، گوالیار میں پیدا ہوئے ابتدائے جوانی میں دہلی آ گئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔

آبروؔ، سراج الدین علی خان آرزوؔ کے شاگرد اور رشتے دار تھے۔ آبروؔ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ حسن پرستی، عشق بازی، بزم آرائی، امرد پرستی کا ماحول تھا۔ زندگی سے وقتی لذت، جسمانی لطف اور نشاط حاصل کرنے کی خواہش، رندی اور کیف و سرور اور سرمستی میں سب مشغول تھے۔ آبروؔ نے جب شاعری کا آغاز کیا تو فارسی روایت کے علاوہ بھا کا شاعری بھی ان کے سامنے تھی۔ آبرو گوالیار کے رہنے والے تھے جو بھا کا کا علاقہ ہے۔ بھا کا شاعری بھی عوام میں مقبول تھی اس کے اشعار عوام کی زبان پڑ چڑھے ہوئے تھے۔ آبروؔ نے اپنی شاعری میں اصنافِ سخن تو فارسی کے برقرار رکھے تلمیحات فارسی اور ہندی دونوں سے لے کر محمد شاہی دور کا تہذیبی مزاج اس میں شامل کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی شاعری کی زبان میں بھا کا کے الفاظ بھی استعمال کیے۔

آبروؔ ایک قادرالکلام شاعر ہے وہ مشکل سے مشکل زمینوں میں بھی اس دور میں جب کہ روایت اپنی ابتدائی منزل میں ہے مربوط اور رواں شعر کہے ہیں۔ مشکل قافیوں کو بامعنی انداز میں اپنے تصرف میں لایا ہے۔ آبروؔ کی شاعری کا وہ حصہ جس میں جذبوں کی صداقت اور احساس کی سچائی، اثر و تاثر جگاتی ہے اس میں حسن بیان بھی ہے۔ روزمرہ بھی ہے اور محاورے کی رچاوٹ بھی رس گھولتی نظر آتی ہے۔ زبان کی پختگی کے آثار بھی نمایاں ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اشعار شاعر کے دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں۔ وہ انسان کے آفاقی جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہاں شعر ایہام برائے ایہام نہیں کہا جا سکتا' یہاں تو ذومعنی لفظوں کی مدد سے معنی میں ربط پیدا نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ صنائع' ایہام اور دوسری فنی خصوصیات فطری طور پر جذبے کے اظہار کا سہارا بن رہی ہیں۔ یہ وہ شاعری ہے جو آج بھی ہمیں اسی طرح متاثر کرتی ہے جس طرح اپنے دور میں سننے والوں کو کرتی تھی۔

دوسرے مشہور و ممتاز ایہام گو شعرا میں ناجیؔ اپنا ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ ناجیؔ کا نام محمد شاکر تھا۔ ناجیؔ تخلص کرتے تھے دلی کے رہنے والے تھے یہیں پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے اور یہیں وفات پائی۔ خدائے سخن میرؔ سے ان کی ملاقاتیں بھی رہیں۔ پیشے کے اعتبار سے وہ سپاہی تھے۔ ناجی کا دیوان شروع سے آخر تک ایہام میں ڈوبا ہوا ہے۔ ناجیؔ اپنی شاعری میں اسی دائرے میں رہتے ہیں۔ یہی ان کی شاعری کا مقصد اور یہی ان کی منزل ہے۔ ناجی کے ہاں غزلیں ایہام کے ہی رنگ میں رنگی ہوتی ہیں۔ ایہام کو برتنے کی اس شعوری کوشش کی وجہ سے ناجی کی شاعری جذبے و احساس سے عاری ہوگئی اور ان کے دیوان میں بہت کم اشعار ایسے رہ گئے جو آج ہماری توجہ کو اپنی طرف مبذول کرا سکیں۔ ناجی کو زمین و آسمان کے درمیان ہر شئے اور عمل میں ایہام اور صرف ایہام نظر آتا ہے۔ وہ ایک قادرالکلام شاعر تھے جن کے ہاں رباعیات، قصائد، فردیات اور مراثی موجود ہیں۔

ایہام گوئی کی بنیاد رکھنے والوں میں تیسرا شاعر شیخ شرف الدین مضمونؔ ہے۔ مضمونؔ، سراج الدین علی خان آرزوؔ کے شاگرد تھے۔ اکبر آباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ شاہ جہاں آباد (دلی) میں سکونت اختیار کی۔ ساری عمر ''زینت المساجد'' نامی مسجد میں رہے اور یہیں وفات پائی۔ نزلے سے مضمون کے سارے دانت گر گئے تھے۔ اس لیے آرزوؔ اپنے شاگردِ رشید مضمونؔ کو ''شاعرِ بیدانہ'' کہا کرتے تھے۔ طبعاً ظریف، ہشاش بشاش اور مجلسی انسان تھے۔ مضمونؔ کا دیوان نایاب ہے۔ مختلف تذکروں میں جو اشعار ملتے ہیں ان کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ وہ بنیادی طور پر ایہام گو شاعر ہیں لیکن چونکہ کم گو تھے اور شعر صرف اس وقت کہتے تھے جب کوئی نیا مضمون سوجھتا تھا۔ ان کے اشعار ایہام گوئی کے باوجود شگفتہ و دلنشین ہیں۔ مضمونؔ کے ہاں عام طور پر ایہام گوئی میں کھینچ تان کر مضمونؔ پیدا کرنے کی کوشش کا احساس نہیں ہوتا بلکہ ان کے اشعار میں اکثر صنعتِ ایہام مضمونؔ کا حصہ بن جاتے ہیں اور شعر میں صفائی اور بے ساختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

مصطفیٰ خان یکرنگ بھی مضمونؔ کے معاصر اور انھیں کے طرز میں شعر کہتے تھے۔ یکرنگ دلی کے رہنے والے تھے۔ خانِ جہاں لودھی کے نبیرہ اور محمد شاہ کے منصب دار تھے۔ صاحب دیوان شاعر تھے۔ یکرنگؔ کا کلام ایہام کے رنگ میں ضرور ہے لیکن ان کے ہاں ایہام کی وہ شدید صورت نہیں ملتی جو آبرو ناجیؔ کے ہاں نظر آتی ہے۔ ان کے کلام میں قدیم زبان اور ہندی کے اثرات بھی اتنے کم ہو گئے ہیں کہ اسے مظہرؔ اور

مضمونؔ کے رنگِ سخن کی درمیانی کڑی کہا جاسکتا ہے۔ آبروؔ اور ناجیؔ کے کلام کے بعد یکرنگ کے بعض اشعار پڑھ کر تازہ دم ہوا کے جھونکوں کا احساس ہوتا ہے۔ کلام میں سادگی بھی ہے اور جذبات و احساسات کا اظہار بھی ملتا ہے۔

ان چار ایہام گو شعرا کے علاوہ احسن اللہ احسن بھی ایہام گو شاعر ہیں۔ لیکن ان کے ایہام میں کوئی ایسی امتیازی خصوصیت نہیں ہے کہ ان کو منفرد ایہام گو شاعر کہہ سکیں ۔ یہی صورت شاہ ولی اللہ اشتیاق کے کلام میں نظر آتی ہے یعنی رنگِ سخن سعادت علی امروہوی کا ہے۔ یہ وہی سعادت علی ہیں جنہوں نے خدائے سخن میر تقی میر کو ریختہ میں شعر کہنے کی ترغیب دی تھی۔ سعادت علی امروہوی صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ ایہام گوئی کی طرف مائل تھے۔

عبدالوہاب یکروؔ بھی اس زمانے کے ایہام گو شاعر تھے۔ ان کے دیوان کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انھوں نے اپنی شاعری میں کوئی انفرادی رنگ نہیں چھوڑا۔ ایہام گوئی کے اشعار ان کے دیوان میں جابجا نظر آتے ہیں۔ میر محمد سجاد ایہام گو شعرا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

ایہام گوئی کے اس دور کی شاعری میں جذبہ واحساس دب گیا تھا۔ اس لیے اس دور کی شاعری' دستکاری کا نمونہ تو بن گئی ہے لیکن شاعری نہیں رہی۔

اپنی معلومات کی جانچ :

1. ایہام گوئی کسے کہتے ہیں ؟
2. چند ایہام گو شعرا کے نام بتایئے۔
3. امرد پرستی سے کیا مراد ہے ؟
4. آبروؔ یا ناجیؔ کی شاعری پر ایک نوٹ لکھیے۔

12.5 خلاصہ

دلی میں باقاعدہ اردو شاعری کا آغاز تو ولیؔ کے دیوان کے اثر سے محمد شاہ کے زمانے سے شروع ہوتا ہے لیکن اس سے پیش تر بھی اس کی داغ بیل پڑ چکی تھی۔ خود ولیؔ 1112ھ میں دہلی آئے تھے اور اسی وقت سے ان کے کلام کی مقبولیت نے بہتوں کو اس طرف راغب کرلیا تھا۔ اسی رغبت کو دیکھ کر بعد میں حاتم' آبروؔ' فائزؔ وغیرہ نے اردو میں شعر کہنا شروع کردیا۔ ولی سے پیش تر دہلی میں کوئی سنجیدہ شاعر ادھر مائل نہیں دکھائی دیتا تھا۔ ولی سے شمالی ہند کے شعرا بہت متاثر ہوئے ۔ خاص طور پر اردو شاعری کو انھوں نے پسند کیا اور اردو میں شاعری کرنے لگے۔ فارسی سرکاری زبان ہونے کے علاوہ شعر و ادب کی زبان بھی تھی۔ ولی سے متاثر ہو کر شمالی ہند کے شعرا نے ان کے کمالِ انفرادیت سے انکار نہیں کیا۔ ولیؔ کا کلام شمالی ہند کے شعرا کے لیے ایک مینارۂ نور سے کم نہیں تھا۔

وہ شعرا جنہوں نے ولیؔ کے کلام اور دیوانؔ کے زیر اثر اردو میں شاعری شروع کی' ان کی ایک پہچان ایہام گوئی ہے۔ چوں کہ اردو میں شاعری کرنا انھوں نے اپنا مسلک قرار دیا تھا اور ولی کی نقل میں ان میں سے ہر ایک صاحبِ دیوان ہونا چاہتا تھا۔ اس لیے یہ دور ان ہی کے نام سے ''ایہام گویوں کا دور'' مشہور ہوا۔ ایہام گوئی کا دور دورہ اس وقت تک رہا جب تک کہ میرؔ' مرزاؔ' مظہرؔ اور یقینؔ نے اس کو مردود قرار نہ دے دیا۔

ولیؔ کی دہلی میں آمد سے شمالی ہند میں تیزی سے اردو شاعری کا چرچا ہوگیا۔ دہلوی شعرا کے کلام اور زبان میں جو خوبیاں در آئیں اس کے ذمہ دار ولیؔ تھے۔ ولیؔ کی زبان و بلاغت کا یہ اثر ہوا کہ بیدلؔ جیسا استاد فارسی بھی ریختہ یعنی اردو شاعری کی طرف متوجہ ہوا اور اردو میں ایک غزل کہہ دی۔

ولی کا اثر صرف شمالی ہند اور بالخصوص دہلی ہی کی شاعری پر نہیں ہوا بلکہ دکن کی شاعری پر بھی ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ دکن میں ولی سے پیش تر دکنی زبان میں شعر گوئی موجود تھی لیکن وہ محض دکنی زبان میں تھی۔ جب عالمگیر نے اورنگ آباد کو اپنا مستقر بنایا دہلی اور شمالی ہند کی کثیر آبادی اورنگ آباد میں بس گئی۔ اس کثیر آبادی کے اثر سے شمالی ہند کی زبان اورنگ آباد اور دکن کی زبان میں مقبول ہونے لگی۔ ایہام گوشعرا نے زبان کو مربوط اور باقاعدہ بنانے میں زیادہ کوشش کی اور کامیاب ہوئے۔ صحت الفاظ اور اصلاح زبان کی کوشش میں شاہ حاتم سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ ایہام گوئی کو پروان چڑھانے میں آبروؔ، ناجیؔ، یکرنگؔ، مضمونؔ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

12.6 نمونہ امتحانی سوالات

ذیل کے سوالوں کے جواب تیس تیس سطروں میں لکھیے۔

1. ولی کی آمد سے پہلے شمالی ہند کے ادبی ماحول پر روشنی ڈالیے۔
2. شمالی ہند میں اردو کے آغاز پر ایک نوٹ لکھیے۔

ذیل کے سوالوں کے جواب پندرہ پندرہ سطروں میں لکھیے۔

1. ایہام گوئی کے بارے میں اپنی معلومات کا اظہار کیجیے اور شمالی ہند کے شعرا کے کلام سے چند مثالیں دیجیے۔
2. شمالی ہند کے ایہام گوشعرا کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔

12.7 فرہنگ

ایہام	=	وہم میں ڈالنا، شعر میں وہ صنعت جس میں شاعر ایک لفظ کے دو معنی لائے
تلمیحات	=	کسی قصے کی طرف اشارہ کرنا، واحد تلمیح
امرد پرستی	=	نوخیز، کمسن لڑکوں سے دل لگانا
بلاغت	=	کلام میں انتہائی درجے کو پہنچنا
رندی	=	مستی، شراب کا نشہ، بے خودی
افراتفری	=	ہل چل، پریشانی، گھبراہٹ
شغف	=	کمال، دلچسپی، بے حد محبت
پروان چڑھنا	=	آگے بڑھنا، ترقی کرنا
عنانِ حکومت	=	حکومت کی باگ ڈور
طوائف الملوکی	=	دور انتشار، بدامنی
استفادہ	=	فائدہ حاصل کرنا
مبالغہ	=	کسی بات کو بڑھا کر بیان کرنا
مروج	=	رائج دینے والا، چلانے والا
رمزیت	=	اشارہ، بات، پیچ دار بات

ندرت	=	نیا پن، انوکھا پن، کمیاب
متروک	=	ترک کیا ہوا، چھوڑا ہوا
اتباع	=	پیروی کرنا، تقلید کرنا
مستعار	=	مانگا ہوا، ادھار
مبتذل	=	ذلیل، حقیر، رذیل
ممیّز	=	تمیز کیا ہوا، پہچانا گیا
تنوع	=	مختلف رنگ کا ہونا
اعتراف	=	اقرار کرنا، تسلیم کرنا
آہنگ	=	نغمہ، آواز
رجحان	=	میلان، توجہ
سحر طرازی	=	جادو سا کر دینا
نشاطیہ عنصر	=	خوشی یا شادمانی کی باتیں
قادر الکلام	=	جس کو کلام پر قابو ہو
ہشاش بشاش	=	بہت خوش، باغ باغ
مستقر	=	ٹھہرنے کی جگہ، ٹھکانا
مسلک	=	طریقہ، قاعدہ
دستکاری	=	ہنر، ہاتھ کا کام
تصنع	=	بناوٹ

12.8 سفارش کردہ کتابیں

1. ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی — دلی کا دبستان شاعری
2. ڈاکٹر جمیل جالبی — تاریخ ادب اردو (جلد اول و دوم)
3. ڈاکٹر شارب ردولوی — مطالعہ ولی
4. ڈاکٹر اعجاز حسین — مختصر تاریخِ ادب اردو

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU HYDERABAD Accn. No MA-003 Date 03.08.2015
INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-34.